بے شک

تاریخ یاد نہیں لیکن پچھلے اتوار کو

جب میں سکول جا رہا تھا، راستے میں دو پیڑوں کے درمیان ایک بڑا ٹیلی ویژن تھا جس کی سکرین پر سورج کی روشنی پڑنے سے اس میں حرکت کرتی ہوئی تصاویر آنا شروع ہو گئیں، پھر ٹیلی ویژن میں ایک دم سے ہمارے صدر صاحب نمودار ہوئے اور پھر وہ ٹیلی ویژن سے باہر نکلے اور پیڑ کی شاخیں پکڑ کر تنے کی طرف بڑھے، اتنے میں وہاں لوگ ارد گرد جمع ہو گئے اور انھوں نے صدر صاحب کو پیڑ سے نیچے اتارا اور پھر گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرنے لگے۔۔

صدر صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ملک عنقریب اتنی ترقی کرے گا کہ ہماری عمارات ہوا سے باتیں کرنے لگیں گی، اور پھر انھوں نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا تو اس عمارت کی پچھلی جانب سے وہاں پر پندرہ جہاز اڑتے ہوئے آئے اور جہازوں میں موجود لوگ اس عمارت پر رسیاں پھینک کر، عمارت کے اوپر آئے اور انھوں نے عمارت کو چاروں طرف سے رسیوں سے باندھ دیا اور پھر وہ رسیوں کے ذریعے اوپر چڑھ گئے اور پھر جہاز اڑانے لگے جس وجہ سے عمارت بنیاد سے اکھڑ کر ہوا سے باتیں کرنے لگی۔۔۔

وہاں کے عوام یہ سب کچھ دیکھ کر تالیاں بجانے لگے اور ہجوم بڑھنا شروع ہو گیا مگر مجھے جلدی تھی اس لیے میں آگے سکول روانہ ہو گیا۔۔

سکول میں استاذ محترم ہمیں سمجھا رہے تھے کہ میر تقی میر ایک عظیم بادشاہ ہو گزرے ہیں۔۔ انھوں نے کئی جنگوں میں حصہ لیا اور بہت سارے علاقے فتح کیے۔۔ آپ مرزا غالب کو دیکھ لیں وہ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے تاجر اور سپہ سالار تھے۔۔ آپ بابا فرید سے تو واقف ہوں گے

جماعت نے بیک زبان کہا : "جی بالکل"

استاذ محترم نے پھر بتایا کہ بابا فرید نہ صرف بہت بڑے ریاضی دان اور کیمیا دان تھے بلکہ مصوری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔۔۔

پھر انھوں نے ایک طالب علم سے کہا

"آپ نے اگلے اتوار تک 'انیس سو اکہتر میں بنگلہ دیش کی آزادی میں علامہ اقبال کا کلیدی کردار' کے موضوع پر تفصیلی مضمون لکھ کر لانا ہے"

اس نے جواب دیا : "یہ تو بالکل آسان موضوع آپ نے مجھے دیا ہے"
پھر استاذ محترم نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا

"آپ نے اگلے اتوار تک 'مرزا غالب' پر افسانہ تحریر کرنا ہے"
میں نے کہا : "جی، استاذ محترم!"

اس کے بعد دیگر اساتذہ کرام نے بھی ہمیں پڑھایا، پھر سکول سے چھٹی ہوئی، میں سکول سے رات کو چار بجے گھر واپس آیا اور اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا، پورے چار دن رات مسلسل سویا، پھر جمعہ کی صبح کو بیدار ہوا اور باہر چلا گیا، پھر سارا دن گھر سے غائب، شام کو واپس گھر کے دروازے کے پاس پہنچا تھا کہ میں نے دیکھا، جو بلی ہم نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے پال رکھی ہے وہ دروازے سے باہر کھڑی خواتین پر بھونک رہی تھی

میں نے بلی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا :
"اب میں آگیا ہوں، اب آپ بھی اندر آجاؤ"

(وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی)
پھر میرے ساتھ اندر چلی گئی، میں اپنے کمرے میں جا کر بستر پر لیٹ گیا اور ہفتہ کے دن بیدار ہوا لیکن
میرے ذہن میں استاذ محترم کا خیال بار بار آ رہا تھا۔۔

میں نے سوچا کہ افسانہ لکھتا ہوں، لیکن جولائی کا مہینہ تھا اس لیے بہت سردی لگ رہی تھی اور ساتھ میں سخت پیاس، کمرے میں ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو مجھے ایک کونے میں پڑا ہوا گھڑا اور گلاس دکھائی دیا، اس گھڑے میں سے ابھی ٹھنڈے پانی کا گلاس لیا ہی تھا کہ اچانک میرا بڑا بیٹا (جس نے ابھی ابھی آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا ہے)

ایک دیوار سے نمودار ہوا، اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا

"ابو جان! آپ پندرہ سال کے ہو گئے ہیں، آپ کے چہرے پر گھنی سفید ڈاڑھی ہے، پھر بھی آپ بچوں جیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔۔ آپ کل کہاں غائب تھے؟"

میں نے اسے جواب دیا:

دراصل کل میں ایک شخص سے ملا جو شکل و صورت سے نہایت خوبصورت اور عظیم ہستی معلوم ہوئے، ان کی ڈاڑھی کے بال ناف تک تھے، مونچھیں سرے سے غائب اور سر کے اوپر انھوں نے ہیلمٹ پہنا ہوا تھا، انھیں دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی ولی کامل ہیں، اس لیے میں ان سے مخاطب ہوا اور پوچھا:

آپ نے سر پر ہیلمٹ کیوں پہنا ہوا ہے؟

بزرگ نے (سنجیدہ لہجے میں) فرمایا

"بیٹا میں نے جہاز اڑانا ہوتا ہے تو راستے میں کسی ریل گاڑی سے حادثہ پیش آنے سے سر پر گہری چوٹ لگ سکتی ہے"

اس کے جواب کی فصاحت و بلاغت سے میری عقیدت مزید بڑھی اور میں نے سوچا کہ یہ تو اکیسویں صدی عیسوی کے مجدد معلوم ہوتے ہیں۔۔

اس لیے میں یوں مخاطب ہوا:

"اے عظیم انسان، آپ مجھے ایک ولی کامل معلوم ہوتے ہیں، اگر آپ مجھے اپنی کرامت دکھائیں تو میں آپ کا مرید بن جاؤں"

اس نے فرمایا: "میرے ساتھ آؤ"

میں نے کہا: "جی حضور"

پھر ہم وہاں سے صحرا کی جانب روانہ ہوئے، جب صحرا میں پہنچے تو انھوں نے (مجھ سے مخاطب ہو کر) پوچھا

"سامنے دریا میں جو کشتی مسافروں سے بھری ہوئی ہے اسے دیکھ رہے ہو؟"

میں نے کہا : "جی بالکل"

اس نے فرمایا : "ابھی میری کرامت دیکھو"

پھر اس نے کشتی کو ہاتھ سے اشارہ کیا تو کشتی تمام مسافروں سمیت دریا میں سے نکل کر دو سو کلومیٹر فی منٹ کے حساب سے سفر کرتی ہوئی ہمارے پاس محض پچیس منٹ میں پہنچ گئی اور۔۔۔

میرے بیٹے نے میری بات کاٹتے ہوئے پوچھا

"آپ دریا سے کتنی دور کھڑے تھے ؟"

میں نے (سنجیدہ لہجے میں) کہا

"تقریباً ایک کلومیٹر"

(میرا بیٹا یہ سن کر بہت متاثر ہوا)

اور اس نے مجھے کہا

"ابو جان !وہ یقیناً کوئی ولی کامل تھے"

پھر آگے کیا ہوا؟

میں نے بتایا کہ اس کے بعد، اس بزرگ نے پھر کشتی کو ہاتھ لگایا تو وہ ایک بڑی بس میں تبدیل ہوگئی، جس میں کم از کم دس ہزار مسافر بیٹھ کر بآسانی سفر کرسکتے ہیں اور پھر ہم اس بس میں بیٹھ کر، وہاں پر موجود پہاڑوں کی سیر کرنے میں مصروف اور۔۔۔

اس نے پھر بات کاٹتے ہوئے کہا

"ابو جان! آپ کو تو فوراً اس کا مرید ہوجانا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن ابھی تک آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ نے گھڑے سے پانی کیوں لیا؟ جب کہ ہمارے پاس برف بنانے والا گیس کا چولہا موجود ہے"

میں نے بیٹے سے کہا :

"ابھی میں افسانہ لکھ لوں پھر بتاتا ہوں"